ذکری مکتبہ فکر، ابتداء، عقائد و نظریات: ایک تحقیقی مطالعہ

Zikri School of Thought Origin, Faith, and Theories: An Exploratory Study

Abdul Karim Dost
MPhil Scholar
University of Balochistan
Email: abdullkarimdost0@gmail.com

Abdul Wahab Naseer
MPhil Scholar
Bahauddin Zakariya University, Multan
Email: syedwahab58@gmail.com

Abstract

Catching a glance over Muslim history then it cannot be denied that from time to time different schools of thought come into being in the name of revolution. At the beginning of the Safeen war, the Kawarji group adopted the way of severity and distributed the Muslims into two groups. Likewise, after the Safeen war a conflict between followers of Ameer Mawiya and Azrat Ali started and after Ameer Mawiya the conflict of Kalafat started due to which Sheeyan Ali formed another group. After this, due to the conflict between Qalk Qurani and other philosophies of thought the Mutazili sect came into existence and adopted a different school of thought. After this several schools of thought were adopted in Sub-continent Pak-India. Like Al Adees, Brelevi, Deobandi, and Wahabi sects it was not an unknown fact in the Omat E Muislim such sects came into existence. In which some vanished and some still survive. Among them, the Zikri school of thought is one of those Islamic schools of thought which was founded by Syed Mahmmad Junpori in the 15th century.

The majority of Zikris are from Balochistan. Likewise, a good number of Zikri are from Karachi and Sindh. Arab countries in Bangladesh, Iran, and India have Zikri natives. The epicenter of the Zikri sect is Turbat where the Kohi e Murad is situated. A majority of this sect visits Kohi e Murad annually.

The purpose of this paper is to show the true belief of the Zikri sect and explore its history and a comparison study of this sect with other Islamic sects.

Keywords: Zikri School, Thought, Origin, Faith, Theories

مسلمانوں کی تاریخ پر غور کیا جائے تو یہ بات قطعی ہے کہ مسلمانوں کے اندر وقتاً فوقتاً اصلاح کے نام پر مختلف دور میں مختلف مکاتب فکر سامنے آئے۔ ابتدائی دور میں حکم کے مسئلے پر جنگ صفین کے بعد خوارجی گروہ نے اختلاف کر کے تشدد کا راستہ اختیار کیا اور مسلمانوں کو دو گروہوں میں

تقسیم کر دیا۔ اسی طرح جنگ صفین کے بعد امیر معاویہ اور حضرت علی کے ماننے والوں کے درمیان دوریاں بڑھتی گئیں، اور امیر معاویہ کے بعد خلافت کے مسئلے پر اختلاف کی وجہ سے شیعان علی ایک الگ گروہ کی صورت میں نمودار ہوئے۔ اس کے بعد خلق قرآن اور دیگر کلامی مسئلوں پر اختلاف کی وجہ سے متزلی فرقہ نے الگ راستہ منتخب کیا اور ایک نیا مسلک بنایا۔ اس کے بعد برصغیر پاک وہند میں مختلف مسالک وجود میں آئے۔ اہل حدیث، بریلوی، دیوبندی اور وہابی غرضیکہ امت کی تاریخ میں یہ کوئی نئی بات نہیں ہے ایسے سینکڑوں فرقے بنے، کچھ مٹ گئے، کچھ باقی ہیں اسی طرح ذکری مکتب فکر بھی انہی اسلامی گروہوں میں سے ایک گروہ ہے جس کے بانی سیّد محمد جونپوری ہیں اس فرقہ کا آغاز پندرویں صدی عیسوی میں ہندوستان میں ہوا۔ سیّد محمد جونپوری شرقیہ سلطنت کے شہر جونپور میں 1443ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی زمانے میں بانی شرقیہ سلطنت کے ساتھ ملکر گوڑ کے راجہ داہر کو شکست دیکر انہوں نے وہاں کے لوگوں کے دل جیت لیے۔ اس کے بعد وہاں سے نکلے اور ہندوستان کے مختلف علاقوں کے سفر کرتے ہوئے حج چلے گئے جہاں آپ نے مھدیت کا دعویٰ کیا اور نو ماہ تک وہاں مقیم رہے۔ واپس ہندوستان آئے جہاں کچھ وقت ٹھہرنے کے بعد انہوں نے نصرپور کا رخ کیا جو دریائے ٹھٹہ کے غریب واقع ہے یہاں سے آباد اور غیر آباد علاقوں سے ہوتے ہوئے آپ بلوچستان کے ساحلی علاقوں میں داخل ہوئے آپ نے چند دن تک کوہ مراد نامی جگہ پر قیام کیا جو آج بھی تربت میں موجود ہے۔ یہاں سے آپ نے قندہار کا رخ کیا اور پھر فرہ چلے گئے جہاں آپ نے 1505ء میں وفات پائی۔ آپ کا قبر اب بھی وہاں موجود ہے۔

ذکری مکتبہ کی اکثریت بلوچستان میں آباد ہے اس کے علاوہ کراچی، اندرونی سندھ اور دیگر علاقوں میں بھی ذکری کثیر تعداد میں آباد ہیں۔ عرب ممالک کے علاوہ ایران، ہندوستان اور بنگلہ دیش میں بھی ذکری آباد ہیں۔ ذکریوں کا مرکز تربت ہے جہاں ان کی مقدس زیارت کوہ مراد واقع ہے ذکری ہر سال کوہ مراد میں جمع ہوتے ہیں۔

وجہ تسمیہ:

ذکری مکتبہ فکر کے بانی سیّد محمد جونپوری صلوٰۃ قائم کرنے کے ساتھ ساتھ ذکر پر بہت زور دیتے تھے وہ قرآن مجید میں اُن آیتوں کا حوالہ دیتے ہوئے ذکر کو فرض سمجھتے تھے جن میں ذکر کرنے کی تلقین کی گئی ہے جیسا کہ سورہ نساء میں ہے۔

"فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ"[1]

"جب تم نماز پوری کر چکو، تو اس کے بعد کھڑے لیٹے بیٹھے اللہ کا ذکر کرو۔"

[1] القرآن، النساء۔ 103
Holy Qur'an 4:103

سورہ آل عمران میں ہے۔

"يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا"[2]

"اے ایمان والوں اللہ کا ذکر کثرت سے کیا کرو۔"

ان آیات سے سیّد محمد جونپوری دلیل پکڑتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ ذکر بھی ہم پر فرض ہے کیونکہ یہاں بھی امر کا صیغہ آیا ہے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں۔

"لا الہ الا اللہ کسی کے دل میں اتنی مقدار ٹھہر جائے (جس طرح کہ) کوئی شخص مونگ کا دانہ گائے کی سنگ پر ڈالے اور آواز کرے، اس کا کام تمام ہو جائے۔"[3]

ایک اور موقعے پر فرمایا۔

"مومن وہی ہے جو صبح و شام کی ذکر میں مصروف رہے،"[4]

اس وجہ سے ذکری سیّد محمد جونپوری کے ہدایات کے مطابق صلوۃ کے ساتھ ساتھ اجتماعی ذکر کا بھی اہتمام کرتے ہیں اس وجہ سے ان کا نام بھی ذکر سے "ذکری" پڑ گیا۔ یہی ذکریوں کی وجہ تسمیہ ہے۔

بنیادی عقائد:

ذکری مکتب فکر کے لوگ اسلام کے بنیادی عقائد پر یقین رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں انبیاء کرام، صحائف سماویہ، فرشتوں اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں تقدیر پر یقین بھی ان کے ایمان کا حصہ ہے۔ عقائد کے باب میں وہ دیگر مسالک کی طرح تمام بنیادی عقائد پر یقین رکھتے ہیں۔ سیّد نصیر احمد عقائد کے باب میں اپنے عقیدے کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"اللہ کی ذات پر ذکری مکتب فکر کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے، بے مثل و بے نظیر ہے اس کا کوئی جفت نہیں، یکتا نہیں، کوئی شریک نہیں، قدیم ہے اس کی کوئی انتہا نہیں، ہمیشہ سے ہے اس کا کوئی آخر نہیں۔"[5]

---

[2] القرآن، احزاب۔41
Holy Qur'an 33:41

[3] ولی، بندگی میاں، حاشیہ انصاف نامہ، دار الاشاعت کتب سلف صالحین حیدرآباد، 1419ھ، ص4
Bandgi Miyan Wali '*Hashia insaaf nama*'(Dar ul ashahat kutub salaf saleheen Hyderabad,1419) p:4

[4] نصیر احمد، سیّد، تفسیر ذکر وحدت، آل پاکستان مسلم ذکری انجمن کراچی، 2016، ص57
Syed Naseer Ahmad 'Tafseer zikr wahdat' (all Pakistan Muslim Zikri anjuman, 2016) p:57

[5] ایضاً، ص60
Ibid, p:60

رسول اللہ ﷺ کی رسالت کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"انبیاء کی جماعت میں سب سے زیادہ فضلیت اولوالعزم رسول کو ہے اور برگزیدہ اولوالعزم رسولوں میں سے سب سے زیادہ فضیلت ہمارے نبی آنحضرت محمد ﷺ کو حاصل ہے کیونکہ آپ خاتم النبین ہیں، خاتم المرسلین ہیں، کافتہ الناس ہیں، رحمت العالمین اور سب سے آخری نبی ہیں آپ کے بعد اصلاً کوئی نبی نہیں آئے گا۔"

عقائد کے باب میں ذکری عقیدہ مھدی کے علاوہ باقی تمام معاملات میں دیگر مکاتب فکر سے ہم آہنگ ہے تاہم مھدی علیہ السلام کے حوالے سے اختلاف موجود ہے ذکری مکتب فکر کے مطابق وہ مھدی جس کی پیشن گوئی محمد ﷺ نے کی تھی وہ آچکے ہیں اور وہ سیّد محمد جونپوری ہیں ذکری عقائد کے مطابق مھدی کا آنا قیامت سے پہلے ضروری ہے قیامت کے قریب نہیں۔ باالفاظ دیگر آپ ﷺ نے قیامت کے متعلق جو پیشن گوئیاں کی ہیں وہ دو قسم کے ہیں علامات کبریٰ اور علامات صغریٰ۔ علامات کبریٰ وہ ہیں جن کا پیش آنا قیامت کے بالکل نزدیک ضروری ہے جبکہ علامات صغریٰ وہ ہیں جن کا قیامت سے پہلے پیش آنا ضروری ہے قیامت کے غریب نہیں۔ اس لحاظ سے ذکری عقیدہ کے مطابق آپ ﷺ نے مھدی کی آمد کا تذکرہ علامات صغریٰ میں کیا ہے علامات کبریٰ میں نہیں، بایں وجہ وہ کہتے ہیں کہ مھدی آچکے ہیں اور سیّد محمد جونپوری مھدی تھے وہ سیّد محمد جونپوری کو امام اور مھدی مانتے ہیں۔ سیّد نصیر احمد لکھتے ہیں۔

"امامنا حضرت محمد مھدی ہادی علیہ السلام کی امامت پر ذکری مسلک کا عقیدہ ہے کہ حضرت آدمؑ کے زمانہ تخلیق سے لیکر حضرت عیسیٰ ابن مریم کی آمد یعنی قرب قیامت کی درمیانی مدت دو دور پر مشتمل ہے ایک مستقل زمانہ کہلاتا ہے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے شروع ہوکر آنحضرت محمد ﷺ درمیانی مدت ایک دور ہے اس دور میں بنی نوع انسان کی اصلاح اور انتظام خلائق کے لیے جو رہنما منتخب ہوئے۔ ان کو انبیاء کہتے ہیں ان سب کا ایک خاتم ہوتا ہے اور وہ ہمارے نبی آنحضرت محمد ﷺ ہیں اس لیے آپ کو خاتم الانبیاء کہتے ہیں۔ آنحضرت محمد ﷺ سے شروع بالا آخر قرب قیامت تک یہ مدت دوسرا دور ہے۔ اس دور میں بنی نوع انسان کی اصلاح اور انتظام خلائق کے لیے جو رہنماء منتخب ہوئے۔ ان سب کو اولیاء عظام کہتے ہیں امامنا حضرت محمد مھدیؑ کی ذات بابرکات دور ولایت کے خاتم ہیں، حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری پیغمبر یعنی خاتم رسالت ہیں اور حضرت محمد مھدی اللہ کے آخری امام یعنی خاتم ولایت اور تاویل قرآن ہیں۔"[6]

[6] ولی بندگی میاں، انصاف نامہ، دارالاشاعت کتب سلف صالحین حیدرآباد، 1419ھ، ص3

Bandgi Miyan Wali ‘Hashia insaaf nama’p:6

عقائد کے باب میں صرف یہی ایک اختلاف ہے جو ذکری اور دیگر مکاتب فکر کے ہاں موجود ہے ذکریوں کے مطابق مھدی علیہ السلام آچکے ہیں جبکہ سنی مکتبہ فکر میں قیامت کے قریب مھدی کے آنے کا عقیدہ موجود ہے اس کے علاوہ ذکری حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد پر بھی یقین رکھتے ہیں لیکن اجتماع عیسیٰ و مہدیؑ کے قائل نہیں بلکہ ان کا عقیدہ ہے کہ مھدی آچکے ہیں اور قیامت کے نزدیک صرف عیسیٰ علیہ السلام آئینگے۔اس کے حق میں وہی کبریٰ اور صغری علامات کا حوالہ دیتے ہیں اور مختلف احادیث سے اس موقف کے حق میں استدلال پیش کرتے ہیں۔

ذکریوں کا کلمہ:

ذکریت کے بنیادی اصول:

ذکریت کے چند بنیادی اصول ہیں جن پر ذکریت قائم ہے ان کو ارکان ولایت بھی کہا جاتا ہے۔یہ کل نو اصول ہیں جن پر سیّد محمد جونپوری نے بہت زور دیا اور اپنے ماننے والوں پر فرض کیا ہے۔یہ اصول درج ذیل ہیں۔

1۔ترک دنیا:

ذکری مکتب فکر میں ترک دنیا کو ایمان کا لازمی جز سمجھا جاتا ہے ان کے ہاں ترک دنیا کا مفہوم یہ ہے کہ آخرت کے مقابلے میں دنیا کی محبت کو دل سے نکال دینا۔اس سے مراد یہ ہے مال و اولاد، طاقت و شہرت آخرت کے مقابلے میں ان کے سامنے رکاوٹ نہ بنیں۔بلکہ ان کو ہر صورت میں اخروی معاملات کو مقدم رکھنا چاہیے۔عام طور پر کہا جاتا ہے کہ ذکری رہبانیت کے قائل ہیں لیکن ذکریوں کے ہاں ترک دنیا سے مراد رہبانیت نہیں ہے بلکہ اس سے مراد دنیا کے مقابلے میں آخرت کی فکر کرنا اور آخرت سے بیگانہ نہ ہو جانا ہے۔سیّد محمد جونپوری اس پر بہت زور دیتے تھے وہ فرماتے ہیں۔

"دنیا کافروں کے لیے ہے عقبیٰ ناقص مومنوں کے لیے ہے اور میرے اور میرے پیروکاروں کے لیے صرف خدا ہے۔"[8]

ایک اور موقعے پر سیّد محمد جونپوری فرماتے ہیں۔

"مومن کو چاہیے کہ مال کا دشمن ہو جائے (مال خرچ کر دے) اور اپنے مال سے صرف دس بکریاں 'ایک اونٹ' دو گائے اسی طرح زراعت کے لیے تھوڑی زمین اپنے پاس رکھے اس سے زیادہ حرام ہے اگر کوئی اس سے زیادہ رکھے وہ گروہِ مہدی سے نہیں ہے۔"[9]

---

[8] نوری، سیّد عیسیٰ، ذکری تحریک مختصر تاریخ وتعارف، الذاکرین ویلفئیر فاؤنڈیشن، 2010، ص، 78

Syed Essa Noori' *zikri tehreek mukhtasar tareekh wa taaruf*' p:78

[9] نوری سیّد عیسیٰ، ذکری تحریک مختصر تاریخ وتعارف، الذاکرین ویلفئیر فاؤنڈیشن، 2010، ص، 81

2۔ ذکر کثیر:

انسان کے اندر عبدیت کا احساس ہر لحظ ہونا چاہئے۔ اسے کسی بھی صورت میں اپنے خالق کی یاد سے فراموش نہیں ہونا چاہیے۔ بلکہ اٹھتے، بیٹھتے، سوتے جاگتے خالق کے یاد میں محو ہونا چاہیے۔ یہ وہی بات ہے جو قرآن مجید نے کہی ہے۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللهَ ذِكْرًا كَثِيْرًاوَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا[10]

"اے ایمان والوں کثرت سے اللہ کا ذکر کرو اور صبح و شام اس کی تسبیح کرو۔"

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ[11]

"اور اپنے رب کا ذکر کرو اپنے دل میں عاجزی کے ساتھ اور پست آواز سے، صبح کے وقت اور شام کے وقت اور غافلوں میں سے نہ ہو جانا"

ذکری نہ ذکر کو غور و فکر، ذکر و دوام کے معنی میں لیتے ہیں بلکہ وہ روزانہ کی بنیاد پر صلوۃ کے ساتھ ساتھ ذکر بھی کرتے ہیں۔ جیسے ذکری الہی کہتے ہیں۔ تفسیر ذکر الہی کے تمام کتب میں اس کی تفصیلات موجود ہیں۔[12]

3۔ توکل علی اللہ:

ایمان لانے کے بعد بندہ مومن سے یہ ایمان اپنی بنیاد میں ہر معاملے میں خدا اسے توکل کا مطالبہ کرتا ہے توکل علی اللہ سے مراد اللہ کے قانون کے مطابق مادی اشیاء کو استعمال میں لانا اور پھر خدا پر بھروسہ کرنا، رزق کے جو جو ذرائع اللہ نے پیدا کیے ہیں اُن ذرائعوں کو اختیار کرنا اور پھر نتیجہ خدا پر چھوڑ دینا۔ یہی توکل ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے۔

وَمَا عِنْدَ اللهِ خَيْرٌوَّ اَبْقٰى لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ[13]

"اور جو چیز اللہ کے ہاں بہتر ہے اور باقی رہنے والی ہے وہ ان لوگوں کے لیے ہے جو ایمان لائے اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں"

یہی وہ توکل ہے جس کو ذکری ایمان کا لازمی جز سمجھتے ہیں اسی کو سیّد محمد جونپوری نے ارکان ولایت کے نام سے بیان کیا اور اپنے ماننے والوں کو تلقین کی کہ خدا پر بھروسہ کرو۔ ذکری عالم دین سیّد عیسی نوری اس کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

Syed Essa Noori' *zikri tehreek mukhtasar tareekh wa taaruf'* p:81

[10] القرآن، احزاب، 42-41 — Holy Qur'an 33:41-42

[11] القرآن، اعراف، 205 — Holy Qur'an 7:205

[12] نصیر احمد، سیّد، تفسیر ذکر وحدت، آل پاکستان مسلم ذکری انجمن کراچی، 2016
Syed Naseer Ahmad 'Tafseer zikr wahdat, All Pakistan Zikri Anjuman, Karachi, 2016

[13] القرآن، 36:42 — Holy Qur'an 42:36

"ذکریوں کے مطابق توکل کی جہاں بہت سی حکمتیں ہیں وہاں اس میں ایک خاص حکمت یہ پوشیدہ ہے کہ توکل کے نفاذ سے ذخیرہ اندوزی کا تدارک ہوتا ہے جو معاشرے کی بہت بڑی لعنت ہے۔ انسان جب فکر فرداسے فارغ ہوتا ہے اور اس کے پیش نظر صرف آج کی فکر ہوتی ہے تو اس کو ذخیرہ کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہوتی۔ ذخیرہ اندوزی کا مقصد ہی یہی ہے کہ کل کے لیے کچھ رکھ لیا جائے جب فکر فردا نہیں ہوگی تو ذخیرہ اندوزی کی ضرورت نہیں ہوگی۔ توکل کے انسانی نفسیات پر بھی نہایت اہم اور دررس اثرات مرتب ہوتے ہیں انسان کے لیے منجملہ دیگر تفکرات کے ایک فکر روزگار ہے۔ آج کا انسان سب سے زیادہ رزق کے لیے پریشان ہے اس کے ذہن پر یہ فکر ہمہ وقت مسلط رہتی ہے کہ آج تو کھانے کو مل گیا لیکن کل کیا ہوگا؟ اسی فکر میں بنی نوع انسان کی بڑی اکثریت گھلی جا رہی ہے۔ لہذا توکل میں انسان کے لیے یہ سبق موجود ہے کہ آج کھالیا توکل کی فکر میں اپنے آپ کو ہلکان کر کے اپنی توانائی ضائع نہ کرو بلکہ خدا کا شکر ادا کر کے آرام کرو اور کل کی فکر کل پر چھوڑ دو اور یہ امر یقینی ہے کہ اس اصول پر عمل کے انسان ایک بہت بڑے بوجھ کو اپنے ذہن سے اتار دے گا جو کہ انسان کے لیے یقیناً تسکین بخش بات ہوگی۔ علاوہ ازیں اس اصول پر عمل کر کے جو توانائی بچائی جائے گی وہ نہایت مستحسن طریقے میں نسبتاً اہم مسائل کے حل کرنے میں صرف کی جاسکتی ہے۔ ذکری اس بات کی بھی نفی کرتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے بے فکر ہو جائیں تو بات فاقہ تک پہنچ جائے گی اس سلسلے میں ذکریوں کی رائے یہ ہے کہ یہاں چونکہ مکمل نظامِ حیات کی بات ہو رہی ہے اللہ تعالیٰ خود ہی تمام انسانوں کی کفالت کا ذمہ دار ہے اس لیے فاقہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ مہدی کا پیش کردہ نظام دراصل قرآنی نظام ہے اور قرآن مجید میں کوئی ایسی بات نہیں کہی گئی جو معقولیت سے بعید ہو اور نہ ہی قرآن کوئی ایسا حکم دیتا ہے جس کا انجام مخلوقِ خدا کے لیے مضر رساں ہو"[14]

4۔ صحبت صادقین:

ایمان لانے کے بعد بندہ مومن پر لازم ہے کہ وہ اب خدا کے ہر حکم کے سامنے سر جھکا دے۔ وہ ان لوگوں کے پاس جائے جو اللہ سے محبت کرتے ہیں اور ایمان میں سچے اور پکے ہیں دین اور شریعت کے رگ وریشوں سے واقف ہیں ان کی صحبت اختیار کرے ان سے دین سیکھیں اور دین کی نصرت میں ان کی مدد کریں۔ یہ ایک اٹل قانون ہے کہ آپ جس طرح کے لوگوں کے ساتھ رہینگے۔ اس ماحول کے اثرات آپ میں لازماً نمودار ہونگے۔ اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تلقین کی ہے کہ نیکوں کی صحبت میں رہو تا کہ نیک بن جاؤ۔ ارشاد خداوندی ہے۔

[14] نوری، سیّد عیسیٰ، ذکری تحریک مختصر تاریخ وتعارف، الذاکرین ویلفیئر فاؤنڈیشن، 2010، ص، 93
Syed Essa Noori' zikri tehreek mukhtasar tareekh wa taaruf' p:93

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ[15]

"اے ایمان والوں اللہ سے ڈرتے رہو اور صادقین ساتھ ہو جاؤ۔"

مولانا روم نے اپنے مثنوی میں کیا خواب کہا ہے۔

یک زمانے صحبت بہ اولیاء

بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

یہی وہ درس ہے جس کی طرف سیّد محمد جونپوری نے توجہ دلائی۔ صحبت صادقان کی تلقین کر کے اپنے اصحاب کو اس کا پابند بنایا۔ آج تک ذکری اس پر عمل کرتے ہیں اور اس کو ایمان کا جز سمجھتے ہیں۔

5۔ رویت باری تعالیٰ:

ایمان جب انسان کے اندر داخل ہو جاتا ہے اور وہ اس حقیقت کو مان لیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی میرا خالق اور مالک ہے تو اس کے نتیجے میں بندہ مومن اس چیز کا متقاضی ہوتا ہے کہ وہ اپنے مالک اور خالق کو دیکھے، بندہ مومن کی زندگی اِسی جستجو کے اندر اور خدا کو پانے کی کوشش میں گزرنا چاہیے جس سے مومن شر سے بچتا ہے اور خیر کو ہر وقت اپنا لیتا ہے اور اپنی اس خواہش کو دوام بخشتا ہے اور دنیا میں صبح شام اِسی حقیقت کو حاصل کرنے میں لگا رہتا ہے یہی بندہ مومن کا مقصد حیات ہونا چاہیے ارشاد خداوندی ہے۔

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ [16]

"اور ان لوگوں کو مت نکالو جو اپنے رب کو صبح و شام پکارتے ہیں جو صرف اس کا دیدار چاہتے ہیں۔"

ذکری طلب دیدار خدا کو اپنے ہاں فرض سمجھتے ہیں سیّد محمد جونپوری کا قول ہے۔

"ہر مرد و عورت پر طلب دیدارِ خدا فرض ہے چشمِ سر یا چشمِ دل سے یا خواب میں خدا کو جب تک نہ دیکھے مومن نہ ہو گا۔ مگر طالب صادق (پر بھی ایمان کا حکم ہے۔"[17]

---

[15] القرآن، توبہ، 119 Holy Qur'an 9:119

[16] القرآن، 52:06 Holy Qur'an 06:52

[17] ولی بندگی میاں، حاشیہ انصاف نامہ، دارالاشاعت کتب سلف صالحین حیدرآباد، 1419ھ، ص 4 Bandgi Miyan Wali 'Hashia insaaf nama'p,4

6۔ ہجرت:

اگر کسی جگہ دین پر عمل کرنا مشکل ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل پیرا ہونا بالکل ناممکن ہو جائے۔ مشرک وظالم ان کو دین کے لیے ستائیں اور تنگ کریں وہ بالکل مظلوم ہو کر رہ جائے تو ایمان اس صورت حال میں مومن سے جو تقاضا کرتا ہے وہ ہجرت ہے یعنی اپنا وطن، گھر بار چھوڑ کر کسی ایسی جگہ منتقل ہو جائیں جہاں وہ آسانی سے خدا کے دین پر عمل پیرا ہو سکیں، ایسا نہ کرنے پر نص قرآنی میں جہنم کی وعید سنائی گئی ہے

اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُم قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِى الْاَرْضِ قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَافَاُولٰٓئِکَ مَاْوٰهُمْ جَهَنَّم[18]

"جن لوگوں کی روحیں فرشتے اس حال میں نکالیں گے کہ وہ اپنی جانوں پر ظلم ڈھائے ہوئے تھے، ان سے پوچھیں گے، یہ تم کس حال میں پڑے رہے (تو وہ جواب دیں گے) ہم اس ملک میں بے بس اور مجبور تھے، (تو فرشتے ان کو جواب دینگے) کیا اللہ کی زمین وسیع نہ تھی کہ تم ہجرت کر جاتے؟ یہی لوگ ہیں جن کا ٹھکانہ جہنم ہے، وہ بڑا ہی برا ٹھکانا ہے۔"

یہی بات ہے جس کو ایک شاعر نے بہت خوبصورت انداز میں بیان کیا ہے۔

ہو قید مقامی تو نتیجہ ہے تباہی
رہ بحر میں آزادِ وطن صورتِ ماہی
ہے ترکِ وطن سنتِ محبوبِ الٰہی
دے تو بھی نبوت کی صداقت پہ گواہی

یہی بات ذکری مکتبِ فکر میں ایمان کا لازمی جز ہے جس کی طرف قرآن مجید نے سختی سے توجہ دلائی ہے سیّد محمد جونپوری فرماتے ہیں۔

"جو شخص صبح میں ہجرت کر کے دائرہ میں آچکا ہو۔ وہ اس شخص کا مرید ہے جو شام میں آیا ہو کیونکہ سابق مسبوق کا امام ہوتا ہے۔"[19]

7۔ عزلت نشینی:

ایمان کے بعد جب مسلمان اس ایمان پر پختہ ہوتا چلا جاتا ہے اور وہ توکل کے اعلیٰ مقام پر پہنچ جاتا ہے تو جو چیز اُن کے اندر پیدا ہونا چاہیے وہ عزلت عن الخلق ہے جس کا مطلب ہے خدا کو سب کچھ سمجھ لینا اور اس سے لپٹ کر رہنا اور اپنی تمام توقعات اور امیدوں کو خدا سے وابستہ کر لینا، یہ ایمان کا لازمی نتیجہ ہے جو مومن کے اندر پیدا ہونا چاہیے ارشاد خداوندی ہے۔

---

[18] القرآن، 97:04

Holy Qur'an 4:97

[19] ولی، بندگی میاں، حاشیہ انصاف نامہ، دارالاشاعت کتب سلف صالحین حیدرآباد، 1419ھ، ص10

Bandgi Miyan Wali 'Hashia insaaf nama'p:10

وَاذْکُرِاسْمَ رَبِّکَ وَتَبَتَّلْ اِلَیْہِ تَبْتِیْلًا[20]

"اور اپنے رب کا ذکر کرتے رہو اور سب سے کٹ کر اسی کا ہو کر رہو۔"

ذکری عالم دین سیّد نصیر احمد لکھتے ہیں۔

"اگر کوئی پوچھے کے عابدوں اور زاہدوں نے الگ تھلگ زندگی کیوں اختیار کیا۔ اور جتماعی زندگی سے ان کی گریز کا کیا سبب ہے؟ اس کا جواب یہ ہے انہوں نے اس تنہائی کو آفات سے محفوظ اور خیالات کی یکسوئی کے لیے اختیار کیا ہے۔ اس لیے کہ اجتماع میں آفتوں کا سامنا اور خیالات کو یکسو رکھنا بہت ہی مشکل ہے۔ اس سے ان کے نفوس، خواہشوں میں گرفتار ہو کر ان چیزوں پر غور کرنے لگتے ہیں جو ان کا مقصود اصلی نہیں ہیں۔ اس صورت میں کو تنہائی اور عزلت نشینی ہی میں سلامتی نظر آتی ہے۔ خلوت نشینی میں انسان تمام دنیاوی آفتوں سے ہمہ کل خیالات سے نجات پا کر اللہ کی جانب متوجہ ہوتا ہے جس سے قلب یا باطن کو پاکیزگی مل جاتی ہے ہاں البتہ ایک شرط نہایت ضروری ہے سالک میں اخلاق بدرجہ اتم موجود ہو۔ بجز اخلاص کے کہ جس میں ریا و نمود جیسی کوئی بھی چیز نافع نہیں۔ اخلاص یہ کہ خلوت نشینی میں تیری غرض و غایت صرف خداوند تعالیٰ کے احکام شرع کی پابندی اور اس کی رضا کے ساتھ اتباع رسول ﷺ اور امامنا مھدیؑ کے احکامات کی پابندی نیر دنیاوی اغراض اور لوگوں کو دکھاوے کے اور کچھ بھی مقاصد نہ ہوں، تیرا مقصد، صفائی قلب، خیالات کی یکسوئی اور اللہ کی رضاجوئی ہو۔"[21]

8۔ سویت:

سویت کے معنی برابری کے ہیں ذکریت کے بنیادی اصولوں میں سے ایک سویت بھی ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ جو لوگ اس دائرے میں داخل ہو جاتے ہیں وہ سب ہر معاملے میں یکساں ہیں کسی کو بھی کسی بھی صورت میں کسی پر کوئی فضیلت حاصل نہیں بلکہ سب کو یکساں حقوق حاصل ہیں،

ذکری مصنف سویت کی حقیقت کو اس واضح کرتے ہیں۔

"ذکریت کے مجملہ اگر اصولوں کے ایک اہم ترین اصول سویت ہے، گزشتہ صفحات میں ہم نے اصولوں پر گفتگو کی ہے اس سب کے بیک نفاذ کی اعلیٰ ترین صورت سویت ہے۔ دوسرے الفاظ میں سویت مہدی علیہ السلام کے پیش کردہ اس نظام حیات کا نام ہے جو روح اسلام ہے اور اس معاشرے کے قیام کا ضامن ہے جو ہر قسم کے آلائشوں اور قباحتوں سے پاک ہے جو مکمل مساوات انسانی اور ربوبیت عامہ کی بنیادوں پر قائم ہو گا

---

[20] القرآن، 8:73
Holy Qur'an 73:8

[21] نصیر احمد، سیّد، تفسیر ذکر وحدت، آل پاکستان مسلم ذکری انجمن کراچی، 2016، ص، 224
Syed Naseer Ahmad 'tafseer zikr e wahdat p: 224

۔اس کا لفظی معنی ہے برابری، لیکن یہ برابری کسی خاص شعبہ حیات تک محدود نہیں ہے بلکہ ہمہ خیر خصوصیات کی حامل ہے اور تمام تر شعبہ حیات میں مساوات اور برابری کی تقاضا کرتی ہے۔"[22]

9۔ عشر:

عشر سے مراد مال کا دسواں حصہ خدا کی راہ میں خرچ کرنا۔ عام طور پر مسلمانوں کے ہاں اس کا دائرہ صرف زراعی پیداور تک محدود ہے لیکن ذکریوں کے ہاں یہ وسیع مفہوم میں بولا جاتا ہے اس سے مراد ہر قسم کی مال پر دسواں حصہ خدا کی راہ میں خرچ کرنا ہے۔ ذکری مصنف اس کی وضاحت میں لکھتے ہیں،

"واضح ہو کہ جس طرح ادائی زکواۃ فرض ہے اسی طرح منجملہ فرائض ولایت کے عشر بھی فرض ہے۔یعنی اپنی ہر قسم کی آمدنی مثلاً زراعت ،تجارت، یومیہ۔ ماہوار۔ سالانہ۔ فتوح۔ نزر۔ متروکہ وغیرہ اور بخشش میں کسی قسم کی کوئی چیز ملے۔ اس کی کوئی حد نہیں ہے خلیل ہو یا کثیر اس کا دسواں حصہ خدا کی راہ میں دینا ہر عاقل ہو بالغ ومصدق پر فرض ہے۔"[23] غرضیکہ ذکری ارکان ولایت میں سے عشر کو بھی واجب سمجھتے ہیں ان کے نظریے کے مطابق یہ انہوں نے اپنے اوپر خود فرض کیا ہے یعنی سیّد محمد جونپوری نے۔ اگرچہ زکواۃ کا عام قانون وہی ہے جو اسلام کے دیگر مسالک میں رائج ہے لیکن دین میں ہمیشہ کم از کم مقدار مقرر کی جاتی ہے اگر کوئی زائد کرنے کا شوق رکھتا ہے تو اس پر کوئی قید نہیں مثلاً اگر کوئی شخص پانچ کے بجائے دس وقت کا نماز پڑھ لے۔ اسی طرح کوئی شخص چالیسواں کے بجائے دسواں حصہ خدا کی راہ میں خرچ کرلے۔ تو یہ عمل اللہ تعالیٰ کو زیادہ عزیز ہے اس لیے سبقت حاصل کرنے کے لیے ذکریوں کے ہاں عشر دیا جاتا ہے اور اس کی یہی توجیہہ بیان کی جاتی ہے۔

مذہبی عبادات:

ذکریوں میں جو عبادات رائج ہیں ان کا مختصر تعارف یہاں پیش کرنا مناسب ہو گا۔

صلوٰۃ:

ذکری مکتبہ فکر میں نماز فرض ہے اور پانچ وقت میں نماز کا اہتمام کیا جاتا ہے جس میں عشاء، فجر، ظہر، عصر اور مغرب شامل ہیں نماز کے ضروری اذکار و اعمال وہی ہیں جو قرآن حدیث میں بیان ہوئے ہیں جن کا نماز میں ہونا ضروری ہے جبکہ اختیاری اعمال و اذکار باقی مکتبہ فکر سے مختلف ہیں۔

---

[22] نوری، سیّد عیسیٰ ذکری تحریک مختصر تاریخ وتعارف، الذاکرین ویلفئیر فاؤنڈیشن، 2010، ص، 109
Syed Essa Noori 'Zikri tehreek mukhtasar tareekh wa taaruf' p:109

[23] محمد، سیّد پیر، چراغ دین مھدی، مھدوی ٹرسٹ دکن، 2011، ص136
Syed Muhammad Peer, 'Cheragh din Mahdi'(Mehdavi trust Dakkan 2011)p: 136

ذکریوں کے ہاں ایک بنیادی فرق یہ ہے کہ نماز پنجگانہ کے ساتھ ذکر بھی ادا کرتے ہیں نماز سے پہلے ذکر ادا کیا جاتا ہے اور پھر باجماعت نماز ادا کیا جاتا ہے ذکر میں عموماً لا الہ الا اللہ کا ورد با آواز بلند کیا جاتا ہے اور پھر امام صاحب ربنا والی کوئی قرآنی دعا پڑھ لیتا ہے جونہی ذکر ختم ہو جاتا ہے تو اللہ اکبر کہتے ہوئے قیام کی حالت میں نماز کا آغاز کیا جاتا ہے اور نماز ادا کی جاتی ہے اس میں بنیاد فرق یہی ہے کہ ذکری نماز کے ساتھ مہدی علیہ السلام کے ہدایت کے مطابق ذکر بھی کرتے ہیں جس میں خدا کو با آواز بلند یاد کیا جاتا ہے۔[24]

زکواۃ:

ذکری زکواۃ کو فرض سمجھتے ہیں اور زکواۃ غیر معمولی اہتمام کے ساتھ ادا کرتے ہیں زکواۃ کے احکامات وہی ہیں جو قرآن مجید اور سنت میں بیان ہوئے ہیں اور دیگر مکتبہ فکر میں رائج ہیں زکواۃ میں بنیادی فرق یہ ہے ذکری ہر قسم کے چیز پر عشر ادا کرتے ہیں عشر محض پیداوار تک محدود نہیں۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ مہدی علیہ السلام نے مال کی محبت سے منع فرمایا اور اس کا طریقہ یہ بتایا کہ جو بھی کمالو، اسے موقع پر غریبوں پر صرف کر لو۔ تاکہ اس کی محبت میں گرفتار نہ ہو سکو۔ یہ شریعت سے تضاد نہیں بلکہ دین کا اعلیٰ درجہ ہے دلیل یہ ہے کہ دین میں جو احکامات دیے گئے ہیں اس میں ہر وقت کم سے کم کا تعین کیا جاتا ہے جبکہ انتہائی سطح بیان نہیں کیا جاتا۔ مثلاً زکواۃ دینے کا کم از کم شرح چالیسواں ہے لیکن اگر کوئی اس سے زیادہ ادا کرنا چاہیے تو بہتر ہے اسی طرح مہدی علیہ السلام نے ایثار کو اپناتے ہوئے اپنے اوپر عشر لازم قرار دیا تھا اور مریدوں کو بھی کہا تھا کہ اگر عشر اپنے اوپر واجب کر لو تو تمہارے لیے بہتر ہے لہذا تب سے آج تک ذکری عشر ادا کرتے ہیں لیکن کسی پر جبر نہیں اگر وہ عشر ادا نہیں کر سکتا تو چالیسواں ادا کر سکتا ہے یہ دین میں فرض نہیں بلکہ جو اپنے اوپر عشر کو واجب کرے گا تو کر سکتا ہے ورنہ اس پر ستم نہیں وہ شریعت کے مقرر کردہ کم سے کم شرح کے مطابق زکواۃ ادا کر سکتا ہے۔[25]

روزہ:

ذکری رمضان کے روزوں کو فرض مانتے ہیں اور باقاعدگی سے یہ روزہ رکھتے ہیں رمضان کے علاوہ بھی ذکری ذوالحجہ کے آخری نو ایام، ایام بیض، رجب کے مہینے میں، سوموار اور جمعرات کے دن اور محرم کے دس دنوں کے روزہ رکھتے ہیں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو وصال کے روزہ رکھتے ہیں

[24] سندھو، نعیم اختر، ہندو پاک میں مسلم فرقوں کا انسائیکلوپیڈیا، لاہور برائٹ بک پبلشرز، ص475
Naeem Akhtar sindhu,’ Hind o Pak main Muslim firqon ka ansiklopedia’ (Bright book publisher Lahore) p:475
[25] نوری، سیّد عیسیٰ، ذکری تحریک مختصر تاریخ و تعارف، الذاکرین ویلفئیر فاؤنڈیشن تربت، 2010، ص36
Syed Essa Noori’ Zikri tehreek mukhtasar tareekh wa taaruf’ p: 36

۔ذکریوں کی اکثریت رمضان کے علاوہ ذوالحج کے نو ایام کے روزے رکھتے ہیں اور اس کا اہتمام ہر سال کرتے ہیں اگرچہ یہ فرض نہیں مگر انتہائی باعث ثواب ہے اس لیے وہ بلاناغہ اس کا اہتمام کرتے ہیں۔[26]

حج:

ذکری مکتبہ فکر میں حج ارکان اسلام میں شامل ہے اور ہر صاحب استطاعت مسلمان پر فرض ہے کہ زندگی میں ایک مرتبہ لازما خدا کے گھر کا حج کرے۔ ذکری دیگر مسلمانوں کی طرح خانہ کعبہ کو خدا کا گھر اور بہت زیادہ مقدس سمجھتے ہیں اور جو ذکری استطاعت رکھتا ہے وہ ضرور خدا کے گھر حج کرنے کے لیے جاتا ہے ذکریوں پر مخالفین کی طرف سے اس بارے میں ایک الزام ہے کہ وہ تربت میں واقع کوہ مراد کو اپنا حج مانتے ہیں لیکن میں نے تمام مستند ذکری کتب کا مطالعہ کیا اور ان کے علماء سے بات کیا تو معلوم ہوا کہ یہ محض ایک الزام ہے جو ان پر لگایا جاتا ہے کوہ مراد محض ایک زیارت ہے جہاں ذکری اجتماعی عبادت کے لیے جمع ہوتے ہیں اور مقدس راتوں میں خدا کو یاد کرتے ہیں کوہ مراد ان کے ہاں ایک مقدس زیارت کی حیثیت رکھتا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ یہاں ذکریوں کے امام حضرت امام مہدی تشریف لائے تھے ان کا قیام اگرچہ چند دنوں تک محیط ہے لیکن اس پہاڑی پر امامنا نے اپنے مریدین کے حق میں دعا کی جو قبول ہوئی اس لیے اس کو کوہ مراد یعنی وہ پہاڑی جہاں پر امام مہدی کے مریدیں کی مرادیں پوری ہو گئیں اس لیے اس جگہ کو وہ ایک مقدس زیارت سمجھتے ہیں اس کے بعد سے پھر یہ جگہ ذکری بزرگوں کا مسکن اور عبادت گاہ رہا ہے اس لیے اس کی اہمیت بڑھتا گیا تاہم یہ محض ایک زیارت ہے کوئی حج نہیں اور نہ ہی ذکری اس کو حج مانتے ہیں یہ محض مخالفین کا ایک الزام ہے جو ذکریوں پر لگایا جاتا ہے اس کا حقیقت سے کوئی سروکار نہیں۔

"ذکریوں پر الزام ہے کہ فریضہ حج تربت میں کوہِ مراد پر ادا کرتے ہیں ذکری اس جگہ کو خانہ کعبہ کا قائم مقام تصور کرتے ہیں اور کوہ مراد کی زیارت کو حج تصور کرتے ہیں۔ یہ جگہ ذکریوں کے خلیفہ اول ملا مراد کے نام سے منسوب ہے جس کے عین اوپر ایک سیاہ پتھر نصب ہے جس کے ارد گرد ذکری طواف کرتے ہیں اور حجرہ اسود کی طرح اسے بوسہ دیتے ہیں۔ ذکریوں نے اب اس جگہ کا نام بدل کر زیارت شریف رکھ لیا ہے۔ ذکریوں کے مطابق یہ ذکری فرقہ پر محض بہتان تراشیاں ہیں ان کا حقیقت سے کوہی تعلق نہیں اس طرح کے الزامات ذکری فرقے کو بدنام کرنے کے لیے لگائے جاتے ہیں۔ ذکری جن کو مہدی موعود مانتے ہیں وہ نہ صرف خود حج بیت اللہ کے لیے مکہ مکرمہ گئے بلکہ انہوں نے اپنے

[26] نصیر احمد، سیّد، تفسیر ذکر وحدت، آل پاکستان مسلم ذکری انجمن کراچی، ص283

Syed Naseer Ahmad ‘tafseer zikr wahdat’ p: 283

مہدی ہونے کا دعوی بھی خانہ کعبہ میں کیا۔ کوہ مراد ذکریوں کے لیے انتہائی اہم ثقافتی و جزباتی اہمیت اختیار کر گیا ہے۔ یہ مقام چونکہ بلوچستان میں واقع ہے لہٰذا وطنیت اور حب الوطنی کے جذبات اس میں شامل ہو گئے ہیں۔ اسطرح بلوچ تاریخ ادب و شاعری اور روایات میں کوہ مراد کو ایک منفرد مقام حاصل ہو گیا ہے۔ لیکن ذکریوں کا دعوی ہے کہ کوہ مراد کی زیارت نہ حج ہے اور نہ ہی حج کا متبادل ہے۔"[27]

سماعِ ذکریت:

ذکری سماع کے بہت شوقین ہیں اور سماع کے مجالس کا اہتمام وقتاً فوقتاً کرتے رہتے ہیں ذکری سماع اور دیگر سلاسل کی سماع میں کافی امتیاز موجود ہے سماع ذکریت کے دو بنیادی اجزا ہیں شعر اور لحن۔ انہی دو اجزاء پر ذکری سماع مشتمل ہے ذکری سماع میں چار طریقے رائج ہیں جن پر مفصل بحث آگے چل کر کیا جائے گا اُن میں بیت، صدا، غزل اور چوگان شامل ہیں ان میں سے بیت، صدا اور غزل ذکرِ ایزدی کی خالص ترین شکل ہیں جو صرف اشعار اور لحن پر مشتمل ہیں تاہم چوتھی قسم جو چوگان کہلاتا ہے اُس میں شعر اور لحن کے علاوہ ایک تیسری چیز بھی شامل ہے جسے میں حرکتِ لحن کے نام سے موسوم کرتا ہوں اس سے مراد الفاظ اور لحن کے ساتھ حرکت کرنا اور ہاتھوں اور پاؤں کو الفاظ کے لحن کے مطابق حرکت دینا، اسی طرح ایک چوتھی وصف جو چوگان کے ساتھ خاص ہے وہ قیام ہے چوگان انہی چار اجزاء پر مشتمل ہے۔

ذکری سماع میں جو صوفیانہ کلام پڑھے جاتے ہیں وہ درج ذیل موضوعات پر مشتمل ہیں تعریف خداوندی، درودوسلام بر محمد ﷺ، مھدی علیہ السلام پر دورودوسلام، یادِ دہانی محشر، یاد دہانی موت، جنت و جہنم کا ذکر اور دعا مغفرت پر صوفیانہ کلام شامل ہیں یہ اشعار اکثر فارسی یا بلوچی زبان میں ہیں اور بعض اشعار میں عربی الفاظ بھی مستعمل ہیں سماع کا طریقہ کار یہ ہے کہ تمام لوگ گول دائرے میں بیٹھ جاتے ہیں اور ایک خوش الحان شخص کا انتخاب کیا جاتا ہے جسے وہ اپنی زبان میں "شاعر" کہتے ہیں شاعر کا کام یہ ہے کہ دو مصرے پر مشتمل شعر کا پہلا مصرعہ وہ خوش الحانی کے ساتھ پڑھ لیتا ہے اور باقی مجلس میں بیٹھے حاضرین خوش الحانی کے ساتھ جواباً دوسرا مصرعہ باآواز بلند پڑھتے ہیں یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہتا ہے اور شاعر صوفیانہ کلام بدلتا رہتا ہے ذکریوں میں سماع کا عمومی طریقہ کار یہی ہے تاہم اُن کے ہاں سماع کے بھی مختلف طریقے رائج ہیں جس کو ہم سماع کی اقسام کہہ سکتے ہیں 1۔ بیت۔ 2۔ صدا۔ 3۔ چوگان۔ 4۔ غزل۔ سماع کی چار اقسام ہیں جو ذکریوں کے ہاں رائج ہیں ذکری سماع کی سب سے

---

[27] نوری، سیّد عیسیٰ، ذکری تحریک مختصر تاریخ و تعارف، الذاکرین ویلفئیر فاؤنڈیشن تربت، 2010، ص 51
Syed Essa Noori’ Zikri tehreek mukhtasar tareekh wa taaruf’ p: 51

بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں کسی بھی قسم کے آلہ موسیقی کا استعمال نہیں کیا جاتا، بلکہ محض اشعار اور لحن پر مشتمل ہوتی ہے جو سماع کی یقیناً خالص ترین شکل ہے جو صوفیاء حق کے ہاں رائج ہے جسکی اجازت قرآنی نصوص سے بھی ثابت ہے۔[28]

سماع ذکریت اقسام:

صدا:

صدا میں لوگ گول دائرے کی شکل میں بیٹھ جاتے ہیں ایک خوش الحان شخص کو شاعر مقرر کیا جاتا ہے جو صوفیانہ کلام کا پہلا مصرعہ سُر کے ساتھ باآواز بلند پڑھتا ہے اور پھر مجلس میں موجود دیگر سامعین باآوازِ بلند اسی شعر کا دوسرا مصرعہ خوش الحانی کے ساتھ پڑھ دیتے ہیں یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہتا ہے یہاں تک مقرر وقت پورا ہو جائے شاعر ہر دومنٹ بعد کلام کو تبدیل کرتا ہے اور نئی کلام پڑھتا رہتا ہے اس میں کسی طرح کا کوئی رقص نہیں ہے محض الفاظ کے لحن کے ساتھ خدا اور رسول کی تعریف کی جاتی ہے جس طرح داؤد علیہ السلام اپنے آواز کے ساتھ خدا کو یاد کرتے تھے اور زبور میں وہ کلام اب بھی نظم کی شکل میں موجود ہیں جو داؤد علیہ السلام پڑھتے تھے اسی کی یاد میں عیسائی لحن داؤدی کے مطابق مزامیر پڑھتے ہیں اور ہر مجلس میں اِس کا اہتمام کرتے ہیں اگرچہ اُس میں اب ڈول اور طاؤس ورباب استعمال کیے جاتے ہیں جو اُس وقت نہیں تھے لیکن ذکریوں کے ہاں اب بھی یہ اُسی خالص صورت میں موجود ہے جو اُس وقت میں رہا ہے اس میں کوئی آلہ استعمال نہیں کیا جاتا، محض آواز کی لحن کے ساتھ رات بھر خدا کو یاد کیا جاتا ہے یہاں پر چند صدا جو اُنکے ہاں معروف ہیں اور مقدس راتوں میں پڑھی جاتی ہیں کی چند ایک مثالیں پیش کیے دیتا ہوں۔

تو کریم ء ذوالجلا لِ ء پاک ُء بے عیب ایں خدا ءِ

ما گناہ گاراں گناہ آں تو بے بخش ءِ مہربا ن

ترجمہ: اے خدا تو کریم اور ذوالجلال ہے تو ہر عیب سے پاک پروردیگار ہے لیکن تیرا یہ بندہ گناہ گار ہے تو کریم اور مہربان ہمارے گناہ بخش دے۔

من ہے ملک ءَ نداں ہمدلیں دوستاں نہ گنداں

ہمدلیں دوستانی جاگہ جنت ُء باغِء بہشت ایں

---

[28] دوست عبدالکریم، پیغام امن، رمضان پرنٹنگ پریس شاہین مارکیٹ ملتان، رمضان 2018، ص 79
Abdulkarim Dost 'Paigham-E- aman' (Ramzan printing press Multan 2018)P:79

ترجمہ۔ اے خدا میں اس دنیا میں اب رہنا نہیں چاہتا میرے دینوی دوست مجھے یہاں کوئی دکھائی نہیں دیتا۔ سب کی سب دوستوں نے جنت اور باغِ بہشت میں اپنا مقام پالیا۔

اوپر بیان کردہ اشعار صدا ہیں ہر صدا عموماً دو مصرعوں پر مشتمل ہے اور بسا اوقات چار مصرعوں یعنی دو اشعار پر مشتمل ہوتی ہیں۔[29]

بیت:

بیت اور صدا میں زیادہ فرق تو نہیں ہے تاہم کچھ امتیاز موجود ہے بیت صدا کی طرح ہی ہے اور اس کے لوازمات وہی ہیں جو صدا کے ہیں تاہم بیت صدا کی طرح محض دو مصرعوں پر مشتمل نہیں ہوتا بلکہ یہ بہت وسیع ہے اور اِسکی کوئی انتہا نہیں یہاں تک بعض بیت پانچ سو اشعار پر مشتمل ہوتے ہیں جو اُن کو زبانی یاد ہوتے ہیں تاہم اُنکے مصرعے کم بھی ہوسکتے ہیں بیت میں مجالس میں بیٹھنے والے لوگ محض سامعین ہوتے ہیں بیت صرف شاعر پڑھتا ہے اور باقی غور سے سنتے ہیں بسا اوقات سامعین بھی اس حد تک شریک ہوسکتے ہیں کہ وہ ٹیپ کا مصرعہ شاعر کے ساتھ دہراتے ہیں لیکن یہ تب ہوتا ہے جب سامعین کو بیت یاد ہو چونکہ یہ عمومی طور پر بہت طویل ہیں اس لیے صدا کی طرح یہ ہر کسی کو یاد نہیں ہوتیں بلکہ مخصوص لوگوں کو ازبر ہیں بیت کے موضوعات بھی وہی ہیں جو اوپر میں نے بیان کیے ہیں لیکن اکثریا تو خدا کی شان میں یا پھر رسول کی شان میں کہی جاتی ہیں حمدِ خداوندی پر سیدنا حبیب اللہ (متوفیٰ1977) کا بیت حمد باری تعالیٰ ملاحظہ ہو۔

بنام خداوند حق احد
بصیر خبیر ست و فردو صمدّ

سمیع و علیم ست ربِ غفور
بدیع ست باری و برّ ست نور

محی ست معطی مجیدِ مجیب
حمید و حلیم ست حیی و حبیب

ہدایت رہے ہادیان است او

---

[29] ایضاً، ص83

Ibid, P,83

زمامِ ہمہ خلق در دست او

رحیم و رؤف و رشید و رفیع

رشید و شہید و شکور و شفیع[30]

چوگان:

چوگان بھی ذکری سماع کا حصہ ہے چوگان کے موضوعات وہی ہیں جو اوپر مذکور ہوئے ہیں چوگان اکثر دو مصرعوں پر مشتمل ہے طریقہ کار وہی ہے جو صدا میں ہے لیکن صدا بیٹھ کر گول دائرے میں ہوتی ہے جبکہ چوگان قیام کی حالت میں گول دائرے میں کی جاتی ہے چوگان میں دوسرا امتیاز یہ ہے کہ اس میں الفاظ کے سُر اور لحن کے ساتھ حرکتِ لحن بھی کیا جاتا ہے حرکت محض ہاتھ اور پاؤں کو الفاظ کے لحن کے ساتھ ملا کر کیا جاتا ہے تاہم اس میں کوئی آلہ موسیقی کا استعمال نہیں کیا جاتا بلکہ محض الفاظ کے لحن اور سُر کے ساتھ ہاتھ اور پیر ملا کر حرکت کیا جاتا ہے۔ چوگان کے چند اشعار ذیل میں ملاحظہ ہوں۔

محمد ﷺ و محمد ﷺ

نور و پاکیں محمد ﷺ

ترجمہ: تعریف اور توصیف کے لائق جو سراسر روشنی اور گناہ سے مبراء ہمارا نبی محمد ﷺ۔

اللہ تو بدے ایمان ءَ

بر محمدی دیوان ءَ

ترجمہ۔ اے اللہ مجھے ایمان کی دولت سے منور کیجیے تاکہ میں بھی قیامت کے دن محمد ﷺ کی مجلس میں جگہ پا سکوں۔

او ہادی بزرگ تو ے

یا محمد رسول اللہ

ترجمہ۔ اے لوگوں کو ہدایت کرنے والا تو ہی برگزیدہ ہے محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔[31]

---

[30] ایضاً، ص85 Ibid P,85

[31] ایضاً، ص88 Ibid P,88

کوہ مراد پر ذکری عقیدہ:

کوہ مراد ایک چھوٹا سا چوکور پہاڑی ہے جو کہ مکران بلوچستان میں شہر تربت کے جنوبی جانب دو میل کے فاصلے پر واقع ہے یہی وہ پہاڑی ہے جس کا نام ذکری مکتبہ فکر کے ہاں زیارت اور اِسی کو اصطلاح میں کوہ مراد کہتے ہیں۔ کوہ مراد پر ذکری فرقے کا عقیدہ یہ ہے کہ کوہ مراد دنیا کے باقی مقدس زیارتوں کی طرح ایک زیارت ہے جہاں امامنا حضرت محمد مھدی علیہ السلام نے مختصر مدت میں قیام کیا مھدی علیہ السلام اپنے ساتھیوں کے ہمراہ صحرائے عرب سے ہوتے ہوئے ہندوستان کے میدانوں کو پار کرنے کے بعد پاکستان میں داخل ہوئے تھے اس سفر میں بہت دیگر اصحاب آپکے ساتھ تھے جو خالص دیدارِ خداوندی اور رضائے الٰہی کے طالب تھے جب نصر پور سے ہوتے ہوئے آپ مکران کیچ تشریف لائے تو اِس پہاڑی پر قیام کیا جو آج کل کوہ مراد کہلاتی ہے اس پہاڑی پر جب آپ پہنچے تو قافلے والے سفر کی مشکلوں سے بالکل بدحال تھے تو مھدی علیہ السلام نے اُنکی یہ لگن اور محبت دین دیکھ کر اُنکے حق میں خدا کے حضور دعا کی۔ کہ اے اللہ اِنکے حق میں دیدار الٰہی کو قبول فرما، رات میں مھدی علیہ السلام کو بشارت دی گئی کہ آپکی دعا قبول ہو گئی صبح مھدی علیہ السلام نے یہ خبر یاروں کو دی تو وہ خوشی سے جھومنے لگے اِسی دعا کی قبولیت کی نسبت سے یہ پہاڑی کوہ مراد کے نام سے آج تک مشہور ہے یعنی وہ پہاڑی جہاں مھدی علیہ السلام کے اصحاب کی دعا قبول ہوئی، کوہ پہاڑی کو کہتے ہیں اور مراد چاہت یعنی مطلوب کو کہتے ہیں اسی نسبت سے آج تک یہ پہاڑی اسی نام سے موسوم ہے اس کے بعد تمام ذکری بزرگوں نے اس مقام کو عبادت کے لیے چن لیا اور تمام تارک الدنیا یہاں آکر عبادت کرتے تھے اور ذکر و فکر میں مشغول رہتے۔ بڑے بڑے بزرگ یہاں گوشہ نشین ہوئے اور یہ جگہ گویا ہر دور میں دین کا مرکز رہا چونکہ بڑے بڑے بزرگ یہاں گوشہ نشین تھے اس وجہ سے لوگ آکر اُن سے دین کے متعلق فیض حاصل کرکے چلے جاتے تھے اس طرح روز بروز اس زیارت کی تقدس میں اِن بزرگوں کی وجہ سے اضافہ ہوتا گیا جو آج تک برقرار ہے گویا یہ ہر دور میں اس خطے میں تبلیغ و دعوت دین کا مرکز رہا ہے بایں وجہ یہ ایک مقدس مقام تصور کیا جاتا ہے اور ایک روحانی یادگار ہے جیسے ایک مقدس زیارت کی حیثیت حاصل ہے۔[32]

---

[32] نصیر احمد سیّد، شمع بصیرت، الذکرین ویلفئیر فاؤنڈیشن، 2018، ص، 21

Syed Naseer Ahmad ‘Shamah-e- Baseerat ‘(AL-Zakireen welfare Foundation 2018) p:21